Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۸
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۲-۷۷ | اتوار ۵ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ - ۷ احسان ۱۳۷۱ ہش - ۷ جون ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۳۱

## خدا تعالیٰ کے پیار کی یقینی راہ

خدا کی راہ میں قربانیاں دو اور اس کے دین کی خدمت کرو۔ تم خدا کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ انکی خدمت کرو۔ ان کے حقوق ان کو دو۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ اگر تم اپنی طرف سے اپنے دائرہ استعداد کے اندر انتہائی کوشش کرو گے تو کوئی طاقت تمہیں خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم نہیں کر سکتی۔

(حضرت امام جماعت الثالث۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ - دسمبر ۱۹۷۷ء)

# احمدی خواتین میں استطاعت ہے اگر وہ چاہیں تو عظیم انقلاب رونما کر سکتی ہیں

## اس دنیا میں بچوں کے لئے اپنے آرام کی جنت چھوڑیں تو اُن کی اُخروی جنت کی ضمانت یقیناً مہیا ہو جائیگی

## تحکم کا طریق اختیار کرنے کی بجائے محبت اور پیار کے ساتھ سمجھا کر آگے بڑھانا ہی سچی قیادت کا راز ہے

خطاب فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع صد سالہ جلسہ سالانہ (مستورات) بمقام قادیان دار الامان بتاریخ ۲۷ فتح ۱۳۷۰ ہش (۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء)

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

### دینِ حق میں عورت کا عظیم ترین مرتبہ

"دنیا کے سب مذاہب میں عورت کا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر ملتا ہے اور میں نے اس پہلو سے دنیا کے تمام مذاہب کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو عزت اور مقام اور مرتبہ قرآن کریم اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عورت کو عطا فرمایا اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتا۔ جب انسان یہ موازنہ کرتا ہے تو تعجب میں غرق ہو جاتا ہے اور بہت ہی تکلیف دہ پُر عذاب تعجب میں غرق ہو جاتا ہے کہ یہ تمام مذاہب جن میں عورت کا یا مثبت رنگ میں ذکر ملتا ہے تو بہت معمولی اور بے حیثیت یا منفی رنگ میں ذکر ملتا ہے اسلام پر حملے کرنے میں یہ سب سے زیادہ تیزی دکھاتے ہیں اور شوخی دکھاتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام اور مرتبہ نہیں۔

ایک دفعہ یورپ میں سوال وجواب کی کسی مجلس میں ایک عیسائی خاتون نے یہ سوال کیا اور مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھی سوال وجواب کی کوئی ایسی مجلس ہوئی ہو جس میں یہ سوال نہ کیا گیا ہو تو میں نے اُسے کہا کہ میں صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک فرمان تمہیں سُناتا ہوں۔ تم مذاہب کا ہی نہیں تمام دنیا کی تہذیبوں میں عورت کے ذکر کی تحقیق کر کے دیکھو اور وہ شان جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک چھوٹے سے پاکیزہ جملے میں عورت کو عطا کر دی ہے۔ اس کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی مجھے کہیں اور سے لا کر دکھاؤ۔ میں نے اُسے بتایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اتنا خوبصورت فقرہ ہے عورت کے لئے اتنا عظیم اظہارِ تحسین ہے کہ جس کے متعلق یہ فقرہ کہا جائے بلاشبہ اس کو آسمان کی بلند ترین رفعتیں عطا ہو جاتی ہیں۔ کسی مرد کے متعلق نہیں فرمایا یا مردوں کے کسی گروہ سے متعلق نہیں فرمایا کہ ان کے پاؤں تلے ان کی اولادوں کی جنت ہے یا قوم کی جنت ہے۔ صرف عورت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ایسا سرٹیفیکیٹ، ایسا لقب عطا فرمادیا، ایسا مقام عطا کر دیا۔ ایسا مطمحِ نظر اس کو بخشا جس کی کوئی مثال دنیا کے کسی مذہب اور کسی تہذیب میں نہیں ملتی۔ جب میں نے اس کی مزید تفصیل بیان کی تو وہی خاتون جنہوں نے بڑی شوخی سے تو نہیں کہنا چاہیئے مگر اعتماد کے ساتھ یہ جانتے ہوئے، یہ احساس رکھتے ہوئے یہ سوال کیا تھا کہ اس سوال کا کوئی جواب کسی (-) کے پاس نہیں ہو سکتا۔ یہ سنکر نہ صرف یہ کہ اس کا سر جھک گیا بلکہ بعد میں تائید میں کھڑی ہوئی اور اس نے کہا آج مجھے پہلی دفعہ معلوم ہوا ہے کہ (دینِ حق) عورت کو کیا عزت عطا کرتا ہے اور کیا مقام بخشتا ہے۔

### یہ خوشخبری بھی ہے اور انذار بھی

یہ ایک چھوٹی سی ہدایت ہے لیکن اس کے اندر مثبت رنگ کے بھی اور منفی رنگ کے بھی بہت گہرے مضامین ہیں۔ یہ محض ایک خوشخبری ہی نہیں بلکہ انذار کا پہلو بھی رکھتی ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا عورتوں کے متعلق مردوں کو یہ نصیحت کرنا یا تمام قوم کو یہ نصیحت کرنا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے ایک بہت ہی معارف کا سمندر ہے جو ایک چھوٹے سے فقرے کے کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ عورت کے اختیار میں ہے کہ قوم کا مستقبل بنائے۔ جس جنت کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ صرف آخرت کی جنت نہیں بلکہ اس دنیا کی جنت بھی ہے۔ کوئی قوم جسے اس دنیا کی جنت نصیب نہ ہو اُسے آخرت کی جنت کی موہوم امیدوں میں نہیں رہنا چاہیئے (-) کیونکہ جس کے دل کو اس دنیا میں سکینت نصیب نہیں ہوتی اُسے آخرت میں بھی سکینت نصیب نہیں ہو سکتی جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ اس دنیا میں بھی اندھے ہی اٹھائے جائیں گے۔

پس اس پہلو سے (-) عورت کی کچھ ذمہ داریاں ہیں جو اس دنیا کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں اور اُس دنیا کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ ہر خاتون جو گھر کی ملکہ ہے کیا اس کے گھر میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنت بن گئی ہے یا نہیں بنی؟ کیا اس کی اولاد میں جنتیوں والی علامتیں پائی جاتی ہیں کہ نہیں؟

اُسے دیکھ کر ہر عورت خود اپنے نفس کا جائزہ لے سکتی ہے اور اس بات کو پرکھ سکتی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیش کردہ کسوٹی کے مطابق میں وہ عورت ہوں کہ نہیں جس کا ذکر (۔) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اتنے پیار اور اتنے ناز اور اتنے اعتماد کے ساتھ کیا تھا (۔) پس یہ محض مردوں کے لئے ہی پیغام نہیں، بچوں کے لئے ہی پیغام نہیں کہ تم اپنی جنت اپنی ماؤں کے پاؤں تلے ڈھونڈو اور بالعموم یہی معنے ہیں جو سمجھے جاتے ہیں اور بیان کئے جاتے ہیں کہ عورت کا ادب کرو۔ عورت کی دعائیں لو۔ حالانکہ اس سے بہت زیادہ وسیع تر معنی عورت کے کردار سے تعلق میں بیان ہوئے ہیں (۔)۔

## یورپ کا معاشرہ

یورپ کے معاشرے کو اگر دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ تموج پیدا کرتا ہے۔ بے چینی پیدا کرتا ہے، ایسی تحریکات آپ کے سامنے رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں دل بے اطمینانی ہی محسوس نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر طلب کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو کسی پانی سے بجھ نہیں سکتی۔ جس پانی کی بھڑک دل میں پیدا ہوتی ہے وہ پانی سمندر کے پانی کی طرح شور پانی ہوتا ہے اور جتنا آپ اس سے پیاس بجھانے کی کوشش کریں اتنا ہی وہ بھڑک اور زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ جب کھول کر اہلِ مغرب کے سامنے پیش کی جائے تو اُن کے دل گواہی دیتے ہیں اور وہ ہمیشہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہماری CIVILIZATION، ہماری تہذیب، ہمارا تمدن جن لذتوں کی طرف بلاتا ہے ان میں آخری تسکین کا کوئی مقام نہیں ہے۔ محض پیچھے بھاگنا ہے اور مزید کی تلاش، مزید کی طلب ہے جو آخر کہیں نہیں ملتا اور بالآخر وہ لوگ جو دنیاوی لذتوں کی تلاش میں بے لگام ہو کر بھاگے پھرتے ہیں، ان کو سوائے بے چینی کے، بے اطمینانی کے بالآخر کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا۔

قرآن کریم نے اس معاشرے کی تصویر ایک موقعہ پر یوں بیان فرمائی کہ جیسے کوئی سراب کے پیچھے دوڑ رہا ہو۔ پیاس کی شدت اُسے سراب کی پیروی کے لئے اس کی طرف تیز تر بھگاتی چلی جائے لیکن وہ اس سے آگے بھاگتا چلا چلا جائے یہاں تک کہ جب اس میں چلنے کی مزید سکت نہ رہے تو اپنے آپ کو اس سراب کے مقام پر پائے جہاں خدا اس کو جزاء دینے کے لئے پہنچا ہے اور اُسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔

پس ان لوگوں کے اکثر انجام اسی قسم کے ہیں اور دن بدن ان کے معاشرہ میں بے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ معاشرہ پُر عذاب ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اقتصادی لحاظ سے بلند مقامات پر فائز ہونے کے باوجود کوئی دولت ان کے دلوں کی تسکین کے سامان نہیں کر سکتی اور دن بدن گلیوں میں جرم پل رہے ہیں اور ظلم اور سفاکی نشوونما پا رہے ہیں۔ ایک طرف تہذیبی تقاضے یہ ہیں کہ تمام دنیا کو یہ تہذیب سکھانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تیسری دنیا کے غریب ممالک پر اس لحاظ سے طعن زنی کرتے ہیں کہ تمہیں ابھی تک انسانیت بھی نہیں آئی۔ تمہیں انسان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف بھی توجہ نہیں ہے۔ تم انسانی حقوق ادا کرنے کے راز نہیں جانتے۔ ہم تمہیں سکھاتے ہیں کہ سویلائزیشن (تہذیب) کیا ہے۔ کس طرح تہذیب کے ساتھ رہنا ہوتا ہے اور دوسری طرف جب ان کو قریب سے دیکھا جائے تو ایسے خوفناک رجحانات نہ صرف ان کے اندر پیدا ہوئے ہیں بلکہ روز بروز نشوونما پاتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ سفاکی کے جو نظارے ان کے ٹیلی ویژن پر کھلم کھلا دکھائے جانے لگے ہیں یا ان کے اخبارات میں ان کے تذکرے ملتے ہیں وہ ایسے خوفناک ہیں کہ ان کا بیان بھی ممکن نہیں۔ ایک موقع پر ایک ٹیلی ویژن کے پروگرام میں ایک بہت ہی تجربہ کار پولیس کا بڑا افسر پیش ہوا اور اُس نے ایک ایسے شہر کو ٹیلی ویژن پہ دکھایا جس کا نام اس نے احتیاطاً نہیں لیا تاکہ قانونی جکڑ میں نہ آ جائے۔ اس نے کہا اس شہر میں ایک لمبے عرصے سے میں اپنے فرائض ادا کرتا چلا آ رہا ہوں۔ غالباً اس نے ۲۵ یا ۳۰ سال بتائے اور کہا کہ میں ذاتی طور پہ جانتا ہوں کہ اس شہر کے کم از کم ۳۳ فیصدی گھر (یعنی ایک تہائی) ایسے ہیں جن میں باپ اپنی بیٹیوں پر سفاکانہ ظلم کرتے ہیں اور مائیں اپنے بیٹوں پر کرتی ہیں اور بے حیائی اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے اور ان کی کوئی شنوائی نہیں۔ قوانین ایسے ہیں جو مجرم کی حمایت کرنے والے اور معصوم کے خلاف استعمال ہونے والے اور معصوم کی حفاظت کے جتنے حقوق ہیں ان کو پامال کرنے والے ہیں۔ بہرحال یہ بحث تو اس کی قانونی بحث تھی لیکن میں نے اسے اس نقطۂ نگاہ سے دیکھا کہ تہذیب کے اس لمبے سفر کے بعد بالآخر جس مقام پر پہنچے ہیں یہ وہی مقام تو ہے جس کا قرآن کریم میں ایک سراب کی صورت میں ذکر فرمایا گیا تھا کہ بالآخر تم وہاں پہنچو گے جہاں تمہیں خدا کی عائد کردہ سزا کھڑی دکھائی دے گی۔ اس سزا میں تم چاروں طرف سے گھیرے جاؤ گے اور تمہارے لئے نجات کی کوئی راہ باقی نہیں رہے گی۔ یہ ایک پہلو ہے جس کا میں نے مختصراً ذکر کیا لیکن جو بیماریاں اب وہاں راہ پا رہی ہیں۔ جو دن بدن بدامنی کی کیفیت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ ہر انسان اپنے گھر میں جنت ڈھونڈنے کی بجائے باہر جنت کی تلاش کرتا ہے۔ ایسے گھر بھی (سوائے اس کے کہ اللہ چاہے) یقیناً ہیں جن میں سکون ملتا ہے، جن میں اعلیٰ انسانی قدریں بھی ملتی ہیں مگر اکثر گھروں کی صورت یہ ہو چکی ہے کہ وہ گھر محض رات بسر کرنے کے لئے گھر ہیں ورنہ ان کی لذتیں ان کے سکون گھروں سے باہر پڑے ہیں اور وہ لذتیں اور وہ سکون ایسے ہیں جو حاصل کئے جائیں تو کسی اور کی لذت اور سکون لوٹ کر حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی بیماریاں پھیل چکی ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی عطا فرمودہ لذتوں کو ایک جہنم میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ غیر اسلامی تہذیب کی وہ صورتِ حال ہے جو گہرے غور سے دیکھا جائے تو صرف ایک ملک میں نہیں دو ملکوں میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں رونما ہو رہی ہے۔ پس میں جب مغرب کی مثال دیتا ہوں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ اہلِ مشرق ان باتوں سے پاک اور صاف ہیں۔ (۔) ہندوستان بھی انہی بدیوں میں مبتلا ہوتا چلا جا رہا ہے اور پاکستان بھی انہی بدیوں میں مبتلا ہوتا چلا جا رہا ہے اور مشرق اور مغرب دونوں اس پہلو سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ پس اس صورتِ حال کو کیسے تبدیل کیا جائے۔ کیسے اس کا رُخ پلٹ جائے تاکہ دُنیا کو سکون نصیب ہو۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

## احمدی عورت کی اہلیت

احمدی عورت واقعۃً اس بات کی اہلیت رکھتی ہے (۔) کہ اس دُنیا میں جنت کے نمونے پیدا کرے۔ اپنے گھروں کو وہ جذب دے، وہ کشش عطا کرے جس کے نتیجہ میں وہ محور بن جائے اور اس کے گھر کے افراد اُس کے گرد گھومیں۔ انہیں باہر چین نصیب نہ ہو بلکہ گھر میں سکینت ملے۔ وہ ایک دوسرے سے پیار اور محبت کے ساتھ ایسی زندگی بسر کریں کہ لذت یابی کا محض ایک ہی رُخ سر پر سوار نہ رہے جو جنون بن جائے اور جس کے بعد دُنیا کا امن اُٹھ جائے بلکہ خدا تعالیٰ نے پیار اور محبت کے جو مختلف لطیف رشتے عطا فرما رکھے ہیں ان رشتوں کے ذریعہ وہ سکینت حاصل کریں جیسے خون کی نالیوں سے ہر طرف سے دل کو خون پہنچتا ہے۔ وہ دل بن جائیں اور ہر طرف سے محبت کا خون ان تک پہنچے اور وہ دل بن جائیں اور جسم کے ہر عضو کو ان کی طرف سے سکینت کا خون پہنچے۔ یہ وہ (۔) معاشرہ ہے جس کو (۔) فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ پس جہاں جنت ہو انسان اسی طرف تو بھاگتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جنت کہیں اور ہو اور دوڑ کے رُخ کسی اور سمت میں ہوں (۔) ان میں کسی نہ کسی تھوڑے فرق کے ساتھ بالعموم یہ رجحان ہے کہ ماؤں کے ساتھ اولاد کا تعلق اور اسی تعلق سے باپوں کے ساتھ اولاد کا تعلق دن بدن کٹتا چلا جا رہا ہے یا دھیما پڑتا چلا جا رہا ہے اور نئی نسل یہ سمجھتی ہے کہ جیسے یہ پرانی نسل ہم پر بوجھ ہے، ایک مصیبت ہے، ایک عذاب سر پر پڑا ہے۔ وہ ان کے حقوق کے سلسلہ میں کوئی ایسا فرض ادا نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں انہیں تکلیف اٹھانی پڑے۔ بہت معمولی تکلیف اُٹھا کر کبھی کبھی (۔) وہاں کرسمس کہا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر وہ کبھی ماں باپ کو اپنے ہاں دعوت دے دیتے ہیں یا کبھی ماں باپ کے ہاں چلے جاتے ہیں۔ ورنہ بالعموم بوڑھوں کے لئے اس سوسائٹی میں کوئی جگہ نہیں رہی جو تھوڑی سی جگہ ہے وہ بھی تنگ ہوتی چلی جا رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے شریف گھرانے ضرور موجود ہیں جنہیں ماحول قدامت پسند سمجھتا ہے اور وہ اپنے ماضی کے گہرے تعلق کی بناء پر ابھی تک مجبور ہیں کہ اپنے ماں باپ کے کچھ حقوق ادا کریں لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ مستقلاً ان کی رضا جوئی کی کوشش کرتے رہیں۔ اگر پاؤں تلے جنّت ہو تو انسان آخر وقت تک جنت کے حصول کے لئے جدوجہد اور کوشش کرتا رہتا ہے اور اپنی ماں کی آخر وقت کی دعائیں اور اپنے باپ کی رضا کی آواز سننا چاہتا ہے اسی سے اس کو تسکین ملتی ہے۔ مگر ایسی کسی صورت کا مغرب میں تو تصوّر ہی نہیں رہا۔ مشرق میں بھی دن بدن یہ رشتے ٹوٹ رہے ہیں اور مجھے بسا اوقات بعض احمدی مائیں بھی یہ لکھتی ہیں کہ ہماری اولاد کی نظریں بدل رہی ہیں ان میں وہ احترام وہ تعلق نہیں رہا جیسے غیر غیر ہو رہے ہوں۔ ہم اس کا کیا علاج کریں؟ کیا علاج کے مضمون سے متعلق میں آپ کو یہ بات سمجھانی چاہتا ہوں کہ بچپن ہی میں آپ کے پاس علاج ہوتا ہے۔ خدا نے یہ علاج آپ کو عطا فرما رکھا ہے (۔) جنت آپ کے قدموں تلے ہے ضرور، چاہے آپ اسے استعمال کریں یا نہ کریں۔

## اپنی ذات میں مگن ہونے کا نقصان

بات یہ ہے کہ ہر وہ ماں جو بچے کو صرف پیار ہی نہیں دیتی بلکہ شروع ہی سے ان کے اندر انصاف پیدا کرتی ہے اس کے اندر توازن پیدا کرتی ہے وہ حقیقت میں مستقبل کے لئے ایک جنّت پیدا کر رہی ہوتی ہے جو ماں اپنی اولاد کو صرف محبت دیتی ہے اور اس محبت کے نتیجہ میں وہ سمجھتی ہے کہ اس نے اُسے سب کچھ دے دیا وہ ایک غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ ایسی محبتیں جو محض محبت کا رنگ رکھتی ہوں ان میں نظم و ضبط کی کوئی رگ شامل نہ ہو۔ جن میں مضبوط تقاضے نہ ہوں۔ جن میں توازن کے مطالبے نہ ہوں۔ ایسی محبتیں اولاد کے فائدے کی بجائے اُسے نقصان پہنچا دیتی ہیں لیکن اس سے بہت بڑھ کر ایک نقصان عورت کا اپنی ذات میں مگن ہونے کا نقصان ہے اور یہ وہ نقصان ہے جو نئے تقاضوں کے نتیجہ میں دن بدن زیادہ ہو کر دکھائی دینے لگا ہے۔ اگر کوئی عورت سنگھار پٹار کرتی ہے، سوسائٹی میں جاتی ہے۔ دل کے بہلانے کے کچھ سامان کرتی ہے اور اُسے کہا جاتا ہے کہ بی بی ذرا سنبھل کر چلو تو کہے گی یہ چھوٹی موٹی باتیں ہیں میں نے کون سا گناہ کیا ہے۔ کیا تم میری زندگی کو عذاب بنا دو گی۔ لیکن یہ چھوٹی موٹی باتیں درحقیقت بعض دفعہ بہت بڑی بڑی باتیں پیدا کر دیا کرتی ہیں۔ ایسی اولاد جس کی ماں کو اور جس کے باپ کو اپنی لذّتوں کی تلاش اتنی ہو جائے کہ وہ اس کی زندگی کے روزمرّہ کے انداز پر غالب آجائے تو ایسی مائیں بسا اوقات اپنے بچوں کی تربیت سے غافل ہو جاتی ہیں۔ باہر وقت گزار کر کبھی آتی ہیں تو یہ دیکھنا چاہتی ہیں کہ بچے اپنے کمرے میں موجود ہیں کہ نہیں۔ کچھ ان کی فوری ضرورتیں ہوئیں تو وہ پوری کر دیں۔ کوئی بیمار ہوا تو اس کا علاج کیا لیکن پھر گلے سے اتار کر اپنے علیحدہ کمروں میں غائب ہو گئیں اور صبح اُٹھ کر نئے سوشل پروگرام بنائے گئے اور نئی لذتوں کی تلاش کی گئی۔ ایسی ماؤں کی نظریں پہلے بدلتی ہیں پھر اولاد کی نظریں بدلا کرتی ہیں۔ اولاد کو خدا تعالیٰ نے بہت ہی فراست عطا فرما رکھی ہے۔ جن بچوں نے اپنی ماؤں کو ایک خود غرضی کی حالت میں زندگی بسر کرتے دیکھا ہو وہ لازماً خود غرض بن کر بڑے ہوتے ہیں اور بچپن سے ان کو احساس نہیں ہوتا کہ میری ماں مجھ پر احسان کرنے والی ہے بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میری ماں نے اپنی مرضی سے جب اس نے چاہا۔ جب اس کو خواہش پیدا ہوئی مجھ سے پیار کیا لیکن میری ساتھی نہ بنی۔ مجھے اس نے رفاقت عطا نہیں کی۔ مجھ سے ایسا تعلق قائم نہ کیا کہ مجھے اس کے ساتھ بیٹھنے کا مزہ آئے اُسے میرے ساتھ بیٹھنے کا مزہ آئے پس اسی وقت سے اس بچے کا مستقبل گھر کی بجائے گلیوں سے وابستہ ہونے لگتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جو ٹلانے کی باتیں ہیں یہ بھی بظاہر چھوٹی ہیں لیکن بہت گہرے اور لمبے نقصانات پیدا کرتی ہیں۔ ایسی مائیں جو اپنے بچوں کو چُپ کرانے کی خاطر جھوٹ بول دیتی ہیں یا ساتھ نہ لے جانے کے لئے بہانہ بنا دیتی ہیں ایسی مائیں ہمیشہ جھوٹی نسلیں پیدا کرتی ہیں اور وہ بچے کبھی بھی اپنی ماؤں کی باتیں نہیں مانتے بلکہ غیر شعوری طور پر انہیں دوسروں کو دھوکہ دینے کے سبق مل جاتے ہیں۔ بعض دفعہ مائیں خود نیک بھی ہوں لیکن وہ سمجھتی ہیں کہ بچے کو ٹالنا معمولی بات ہے یہ تو گناہ ہی کوئی نہیں یا بچے سے کوئی وعدہ کیا اور اُسے جھٹلا دیا تو اس میں کوئی خاص بڑی بات نہیں ہے۔ بچوں کے ساتھ تو اسی طرح ہوا کرتا ہے اور وہ نہیں جانتیں کہ وہ بچے کا مستقبل خود اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے برباد کر دیتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے ایک چھوٹا سا نظارہ اس طرح دیکھا کہ ایک باپ نے اپنے بچے کو پونڈے گنّے کا ایک ٹکڑا دیا ہوا تھا اور سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے اس کی ماں بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی اس نے دیکھا کہ بچے سے سنبھالا نہیں جاتا تو اس نے کہا کہ بیٹا یہ مجھے پکڑا دو۔ میں اُوپر جا کر تمہیں واپس کر دوں گی۔ اُس نے کہا جائیں جائیں میں نے آپ کو دیکھا ہوا ہے۔ اُوپر پہنچتے پہنچتے آپ آدھا کھا جائیں گی۔ اب یہ بات چھوٹی سی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ردِّ عمل نے میرا دل ہلا دیا۔ مجھے سامنے خطرات نظر آئے کہ اس بچے کا مستقبل شاید ٹھیک نہ رہے کیونکہ جو اپنی ماں پر اعتماد نہیں کر سکتا وہ دوسروں پر کیسے اعتماد کرے گا۔ پس ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں آپ جنت بھی پاتی ہیں اور جہنّم بھی پاتی ہیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ جہنّم کو قبول کر لیں یا جنّت کو قبول کر لیں۔ پس آئندہ کی قوم آپ کے پاؤں سے وابستہ ہو چکی ہے۔ آئندہ کی نسل آپ کے قدموں سے وابستہ ہو چکی ہے۔ اس کے لئے اس دنیا میں جنّت چھوڑیں تو دیکھیں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کی اُخروی جنّت کی ضمانت بھی یقیناً مہیّا ہو جائے گی۔

## بچوں کو ڈرائیں نہیں، سزائیں نہ دیں

یہ چند پہلو ہیں جن کی اور بھی بہت سی شاخیں ہیں اور یہ مضمون ایسا ہے جو بڑی تفصیل کا محتاج ہے تاکہ مثالیں دے دے کر آپ کو سمجھایا جائے کہ کہاں کہاں ٹھوکر کا مقام ہے۔ کہاں کہاں بچنے کی ضرورت ہے۔ کس طرزِ عمل کو اختیار کیا جائے مگر میں اُمید رکھتا ہوں کہ ان چند مثالوں سے آپ اس مضمون کو سمجھ گئی ہوں گی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں واقعۃً جنت یا جہنّم ہو جاتی ہے۔ میں نے بعض ماؤں کو بچوں کو ڈراتے ہوئے دیکھا ہے اور میں بڑی سختی سے اپنے گھر میں یہ بات قائم کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں کہ بچوں کو ڈرایا نہ کریں۔ سختی سے مراد یہ ہے کہ FIRMNESS کے ساتھ شدّت کے ساتھ نہیں یا سزا دے کر نہیں کیونکہ مجھے یاد نہیں شاید ہی کبھی زندگی میں ایک دو مرتبہ کسی بچے کو سزا دی ہو ورنہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ بچے کے ساتھ اگر تمہارا اعتماد کا رشتہ قائم ہو جائے اور پیار کا رشتہ قائم ہو جائے تو تمہاری نظروں کے ہلکے سے تغیّر میں بچہ اتنی سزا پا جاتا ہے کہ اُسے کسی اور سزا کی ضرورت نہیں رہتی تو جس حد تک مجھ سے ممکن ہے میں نے اپنے گھر میں بھی اور باہر اپنے دوسرے عزیزوں کو بھی یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ بچوں کو ڈرایا نہ کریں۔ بچہ سوتا نہیں ہے یا کسی جگہ جانا چاہتا ہے تو مائیں کہہ دیتی ہیں کہ بھوت آجائے گا۔ فلاں چیز تمہیں چمٹ جائے گی۔ وقتی طور پر وہ اس بچے سے چھٹکارا حاصل کرتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے خوف کا بھوت اسے چمٹا دیتی ہیں جو پھر کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ یا باہر نکل رہی ہیں لمبے عرصے کے لئے جانے کا ارادہ ہے لیکن جھوٹ بول دیتی ہیں کہ ہم ابھی آتے ہیں اور بچہ بے چارا انتظار میں بیٹھا رہ جاتا ہے۔ ایسے بچے سے بڑے ہو کر سچ کی کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔ پس آپ اپنے گھر میں جس رنگ میں زندگی بسر کر رہی ہوتی ہیں بچہ اس کی اصل تصویر کو دیکھتا ہے۔ اس تصویر کو قبول نہیں کرتا جو آپ جعلی عکس کے طور پر اس پر ڈالتی ہیں اور اس پہلو سے کوئی ماں کسی بچے کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ ایک دن کا معاملہ ہو تو کوئی اور بات ہوئی۔ دو دن کا قصّہ ہو تو سمجھ میں آجائے۔ یہ ساری زندگی کے معاملات ہیں۔ ایک بچہ اپنے ماں باپ کی اصلیت کو ضرور سمجھ جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اُس کے دل میں آئندہ ان کا احترام پیدا ہوتا ہے یا احترام کی بجائے بدتمیزی کے رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ پس وہ قومیں جن میں پہلی نسلوں اور دوسری نسلوں کے درمیان فاصلے بڑھ رہے ہیں ان میں ضروری نہیں کہ اسی قسم کی غلطیاں ہوں۔ کچھ نہ کچھ غلطیاں ضرور ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں بچے اس یقین کے ساتھ بڑے ہو رہے ہوتے ہیں کہ یہ دنیا خود غرضی کی دنیا ہے۔ اس میں ہر شخص کا جو بس چاہے وہی کرے۔ جس پر زور چلے وہ اپنا لے اور اپنی لذتیں ہمارے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ ہمیں کسی اور پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ جب اس حالت میں بڑے ہوتے ہیں تو اپنے ماں باپ ان کو بوجھ دکھائی دینے ہیں۔ پرانے زمانے کی چیزیں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے پرانا استعمال شدہ فرنیچر بعض دفعہ نظر کو تکلیف دیتا ہے ویسے ہی ماں باپ ایک پرانے فرنیچر کے طور پر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ایسا معاشرہ جنت سے دور ہٹ رہا ہوتا ہے۔ ایسا معاشرہ بہترین زمین ہے جس پر بدترین چیزیں جڑ پکڑیں اور دن بدن ایسے معاشرے ہلاکت اور تباہی کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے عملاً پاک معاشرہ پیدا کرنا ہے اور اس پاک معاشرے کے لئے کسی لمبی چوڑی علمی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی عام سادہ سی باتیں ہیں (۔) ہر اس موقع پر جب آپ کا اپنی اولاد سے رابطہ پیدا ہوتا ہے اگر آپ یہ سمجھیں کہ آپ اس پر آج ہی نہیں بلکہ کل کے لئے بھی اثر انداز ہو رہی ہیں تو یقیناً آپ کی طرزِ عمل میں ایک ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا۔

## ماؤں کے قدموں سے جنت چھین لینے والے مرد

دوسری بات ایسی ہے جس کا عورت سے بھی تعلق ہے اور مرد سے بھی تعلق ہے۔ بعض دفعہ عورتیں جن کے پاؤں تلے جنت ہونی چاہیئے بدنصیب مرد اُن کے پاؤں تلے سے جنت چھین لیتے ہیں اور ذمہ داری عورت پر نہیں ہوتی بلکہ ان بدنصیب مردوں پر ہوتی ہے جن کی اولاد ماؤں سے جنت حاصل کرنے کی بجائے جہنم حاصل کر لیتی ہیں۔ وہ شخص وہ لوگ ہیں جو گھروں میں بدخلقی اور بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔ ان کو اپنی بیویوں کے نازک جذبات کا احساس نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ انہیں زیادہ جسمانی طاقت حاصل ہے اس لئے وہ جس طرح چاہیں اپنی بیویوں سے سلوک کریں۔ ان کی باتوں میں تلخی پائی جاتی ہے۔ غصہ پایا جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بگڑ جانا اور غصے کا اظہار کرنا ان کا معمول ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اتنی خرابیاں رونما ہوتی ہیں کہ اگر آپ ان کا تجسس کریں۔ ان کے پیچھے چلیں تو بہت بڑا مضمون ہے جو آپ کے سامنے اُبھرے گا۔ میں نے بارہا ان باتوں پر غور کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گھر کی روزمرہ کی بدخلقی ہمارے معاشرہ کی اکثر خرابیوں کی ذمہ دار بن جاتی ہے۔ جن خاوندوں کا بیویوں کے ساتھ حسن و احسان کا تعلق نہ ہو۔ ان کے نازک جذبات کا احساس نہ ہو۔ اگر کبھی زیادتی بھی ہو جائے تو حوصلہ سے کام نہ لے سکیں وہ بھی اپنی اولاد کے لئے ماؤں کے قدموں تلے سے جنت چھین لیتے ہیں اور ایسے مرد بھی ماؤں کے قدموں تلے سے جنت چھین لیتے ہیں جو ماؤں کی بے راہ روی کو بغیر اظہارِ افسوس کے قبول کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس ماں اور باپ کے تعلق کے توازن ہیں جو آئندہ نسلوں کے بنانے یا بگاڑنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جن گھروں میں مائیں مظلوم ہوں جب باپ اُن گھروں سے چلے جاتے ہیں تو مائیں اپنے بچوں کے کانوں میں اُن باپوں کے خلاف باتیں بھرتی چلی جاتی ہیں اور یہ ایک ایسا طبعی قانون ہے جو تمام دُنیا میں رائج ہے۔ ایسی نسل پیدا ہوتی ہے جو باپ کی باغی ہوتی ہے اور باغی نسلیں پھر ہر نظم وضبط کی ہر نظام باغی ہو جایا کرتی ہیں۔ مائیں سمجھتی ہیں کہ ہم نے اپنی اولاد کی زیادہ ہمدردی حاصل کر کے باپ سے اپنا بدلہ اتارا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنا بدلہ نہیں اتار رہیں بلکہ اولاد کو برباد کر رہی ہیں اور آئندہ کے لئے اسے کسی کام کا نہیں چھوڑتیں۔ وہ اولاد جو اپنے باپ کے خلاف چاہے جائز شکایات ہی ہوں بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے لگ جاتی ہے اُسے مذہب کی بھی کوئی قدر نہیں رہتی معاشرے کی بھی کوئی قدر نہیں رہتی۔ اس کا احترام بالعموم اُٹھ جاتا ہے اور ایک باغی طرز کے مزاج کے لوگ پیدا ہوتے شروع ہوتے ہیں۔

اب ان باتوں کو مزید بڑھا کر دیکھیں تو یہی مرد ہیں جو آئندہ کسی کے خاوند بننے والے ہیں۔ آئندہ عورتوں سے تعلق قائم کرنے والے ہیں تو اس ماں نے در حقیقت اپنا بدلہ خاوند سے نہیں اتارا بلکہ آنے والی معصوم عورتوں سے اتارا ہے۔ اُس نے ایسے بدتمیز بچے پیدا کر دیئے جنہوں نے اس ظلم کو جاری رکھا جو اُن کے باپ نے ماں سے روا رکھا تھا۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی صورت حال ہوتی ہے۔ مائیں بے راہ رو ہو جاتی ہیں اور خاوند ان کو روکنے سے عاجز آجاتے ہیں کیونکہ شروع ہی سے بعض عورتیں اس رنگ میں اپنے مردوں سے تعلقات قائم کرتی ہیں کہ گویا وہ بہتر معاشرہ سے آئی ہیں وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں وہ زیادہ باتوں کو سمجھتی ہیں۔ مرد میں نقائص ہیں اس کے باوجود انہوں نے قبول کر لیا۔ مرد کا خاندان نسبتاً ہلکا ہے اس کے باوجود وہ شہزادی اُن کے گھر آ گئی۔ وہ یہ باتیں مُنہ سے کہیں نہ کہیں۔ ان کا طرزِ عمل بتا رہا ہوتا ہے کہ میں اُونچی ہوں تم نیچے ہو اور وہ نیچے پھر ہمیشہ کے لئے واقعۃً نیچے ہو جاتے ہیں۔ بُری باتوں کو گھر میں دیکھتے ہیں۔ خلافِ (دینِ حق) باتوں کو رائج دیکھتے ہیں اور اُن کو جرأت نہیں ہوتی کہ اُن کو روک سکیں۔ اب اندازہ کیجئے کہ ایسی اولاد جو ایسے گھر میں پل رہی ہو وہ کیا سیکھے گی اور کیا سوچ کر بڑی ہو گی۔ رفتہ رفتہ اس اولاد کے دل سے اس ماں کی عزت بھی اُٹھ جاتی ہے۔ باپ کہے یا نہ کہے وہ بڑے ہو کر اس ماں کے خلاف گواہیاں دیتے ہیں اور دل سے جانتے ہیں کہ اس ماں نے نہ باپ سے صحیح سلوک کیا نہ حقوق ادا کئے نہ ہماری صحیح تربیت کی لیکن یہ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ بداثر کو بہتر اثر کی نسبت جلدی قبول کرتے ہیں۔

## فطرتِ انسانی کا ایک اہم راز

میں وقت کی رعایت سے اس خطاب کو نسبتاً چھوٹا کروں گا لیکن یہ بات میں آپ کو سمجھانی چاہتا ہوں کہ ایک راز کو آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں یہ بات خوب یاد رکھیں کہ جس طرح پانی نچلی سطح کی طرف بہتا ہے اسی طرح فطرتِ انسانی میں یہ بات داخل ہے کہ مشکل چیز کو قبول کرنے کی بجائے اگر آسان چیز میسر ہو تو اُسے قبول کرتی ہے۔ پس ماں اور باپ کے اخلاق میں سے جس کا اخلاق بدتر ہو بالعموم وہی اولاد میں رائج ہو جاتا ہے۔ پس دونوں طرف کی کمزوریاں آگے جا کر جمع ہوتی ہیں اور بعض دفعہ ضرب کھا جاتی ہیں اس لئے گھر کے معاشرے کو جنت بنانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت باریک نظر سے ان باتوں کو اور ان تعلقات کو دیکھنا چاہیئے۔ آخری فیصلہ اس بات سے ہوگا کہ آپ کا گھر آپ کے لئے جنت بنا ہے کہ نہیں۔ آپ کے خاوند کے لئے جنت بنا ہے کہ نہیں۔ آپ کے بچے آپ دونوں سے برابر پیار کرتے ہیں اور احترام کرتے ہیں کہ نہیں۔

اگر مرد میں کمزوریاں ہیں تو عورت حتی المقدور ان سے صرفِ نظر کرتی ہے کہ نہیں لیکن کوشش ضرور کرتی ہے کہ اُن کمزوریوں کو دُور کرے۔ نیک اور پاک مخلصانہ نصیحت کے ذریعہ وہ اپنے خاوند کو سمجھاتی رہتی ہے اگر ایسا ہے تو اچھا ہے۔ اگر پہلی باتیں ہیں تو پھر وہ عورت اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی اہل نہیں ہے۔ یہی حال مردوں کا ہے۔ پس اگرچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مردوں کا نام نہیں لیا اور عورتوں کا لیا ہے تو اس میں بڑی گہری حکمت ہے مگر گھر کی جنت بگاڑنے میں یقیناً مرد بھی ایک بڑا بھاری کردار ادا کرتے ہیں اور عورت کا کام ہے کہ اپنی اولاد کی ان سے حفاظت کرے۔ حفاظت کیسے کی جائے؟ یہ ایک باریک نکتہ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

جب مرد کے مظالم یا مرد کی زیادتیاں کسی عورت کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہوں تو مرد کے جانے کے بعد اس کا ردّ عمل یہ فیصلہ کرے گا کہ وہ اپنی اولاد کی اس ظالم مرد کی عادتوں سے حفاظت کر رہی ہے کہ نہیں۔ اگر وہ اس اولاد کو اپنا ہمدرد بنانے کی خاطر بڑھا چڑھا کر ان باتوں کو بیان کرے اور ظلموں کے قصے بنا کر آنسو بہائے اور انہیں اپنائے اور انہیں کہے کہ یہ تمہارا ظالم باپ ہے تو اپنے ہاتھوں سے اس نے ان کو برباد کر دیا اور ان کی حفاظت کرنے کی بجائے مرد کے ظلموں کو اُن تک پہنچنے کی اجازت دی۔ اگر وہ قربانی کرے اور مرد کے ظلم اور اولاد کے درمیان حائل ہو جائے، اپنے پَروں پر اپنے سینے پر مرد کے ظلم لے لیکن اولاد تک ان کا نقص نہ پہنچنے دے تو اس کی مثال ایک ایسی مُرغی کی طرح ہو گی جو کمزور جانور ہے لیکن جب چیل اس کے بچوں پر جھپٹتی ہے تو اپنے پَروں تلے اُن کو لے لیتی ہے۔ آپ کتنا ہی دکھ اٹھائے۔ آپ چاہے اس راہ میں ماری جائے لیکن اپنے بچوں تک اس ظالم چیل کا نقصان نہیں پہنچنے دیتی سوائے اس کے کہ مرنے کے بعد وہ اس سے جو چاہے کرے۔ یہ وہ سچی ماں ہے جو ایک جانور کے اندر ہمیں دکھائی دیتی ہے (۔)

## سچی قیادت کا راز

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا تھا اور اب مختصراً بیان کروں گا کہ جہاں تک ہندوستان کی لجنات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا تعلق ہے۔ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ تمام ہندوستان کی لجنات مسلسل ترقی کی طرف قدم اُٹھا رہی ہیں۔ ان کی قیادت بھی بڑی سلجھی ہوئی اور حلیم قیادت ہے۔ ہر طرف برابر نظر ہے اور بغیر شور کے اور بغیر دکھاوے کے مسلسل ٹھوس پروگرام لجنات کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان کی متحمل طریق پر نگرانی کی جاتی ہے۔ کمزور امور کی نشاندہی کی جاتی ہے مگر غصّے دلا کر نہیں یا غصّے کا اظہار کر کے نہیں۔ خدا کرے کہ آپ کی ہر لجنہ کو ایسی ہی قیادت نصیب ہو اور لجنہ میں کہیں بھی ایسی قیادت نہ ابھرے جو تحکّم کا طریق اختیار کرے بلکہ محبت اور پیار کے ساتھ سمجھا کر آگے بڑھانا ہی سچّی قیادت کا راز ہے۔

جہاں تک مَیں نے لجنہ اماء اللہ ہندوستان کی رپورٹوں کا جائزہ لیا ہے مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے قدم ترقی کی جانب ہے۔ قادیان میں بھی مجلس عاملہ کی جو ممبرات ہیں مجھے ان کی رپورٹیں پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ان کی کارروائیوں کا بغور مطالعہ کرتا ہوں اور خدا کے فضل کے ساتھ مجھے ہر چیز درست، ٹھیک اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ خدا کرے کہ یہ جو غیر معمولی عطا آپ کو خدا کی طرف سے نصیب ہوئی ہے آپ اس کی شکر گزار رہنے کی کوشش کریں اور اگر آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اس صلاحیت کا شکر ادا کریں گی تو یہ صلاحیت مزید بڑھے گی اور نشوونما پائے گی۔

مَیں نے مختلف مواقع پر نصیحتیں کی ہیں۔ لجنات کو بعض خاص پروگرام دیئے ہیں۔ مَیں رپورٹوں کی ترسیل اور مضمون نگاری سے اس بات کا جائزہ نہیں لیتا کہ واقعۃً اُن باتوں پر عمل کیا گیا ہے یا نہیں بلکہ مَیں آخری اعداد و شمار کی صورت میں دیکھتا ہوں کہ کیا واقعۃً کچھ پیدا ہوا یا وہی پہلے والا حال ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے مَیں ایک مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ علمی اور تربیتی لحاظ سے جو پروگرام دیئے گئے ہیں ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ ہندوستان نے کیا کیا کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

جہاں تک تربیت کا تعلق ہے۔ بھارت میں قرآنِ کریم ناظرہ جاننے والی احمدی خواتین کی تعداد ۲٫۸۱۹ تھی۔ اس ایک سال میں آپ اندازہ کریں کہ کتنی لمبی اور تفصیلی محنت سے کام لیا گیا ہوگا کہ اب یہ تعداد بڑھ کر ۱۲٫۳۵۲ ہو چکی ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی زیادہ خواتین کو جو پہلے قرآن نہیں جانتی تھیں، قرآن سکھانا ایک بہت ہی عظیم سعادت ہے اور یہ جنت بنانے کا دوسرا پہلو ہے۔ پہلا پہلو تھا منفی اثرات سے اپنی اولاد کو بچانا۔ دوسرا پہلو ہے ایسی مثبت باتیں عطا کرنا جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اُن کے مستقبل کی حفاظت ہوگی اور وہ یہ طریق ہے کہ بچپن ہی سے قرآن کریم کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کریں (۔) خدا تعالیٰ کا گہرا پیار اُن کے دل میں جاگزیں کر دیں کیونکہ اسی کے پیار سے پھر باقی سب پیار پھُوٹتے ہیں۔ خدا سے سچّا پیار ہو تو ہر خدا والے سے پیار ہو جاتا ہے۔ خدا والوں سے پیار ہو تو ان کی عادات اپنانا زندگی کا ایک بہترین مشغلہ بن جاتا ہے۔ پس ٹھوس تربیت کا مطلب محض نیک نصیحت کرنا نہیں بلکہ عملاً کچھ پیدا کر کے دکھانا چاہیئے۔ پس وہ احمدی خواتین جن کے گھر میں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کی عادت نہیں۔ اس پہلو سے وہ گھر ویران ہیں اور آئندہ وہ ویران نسلیں پیدا کریں گی ان میں معاشرے کی بدیاں نہ بھی پائی جائیں وہ بچّے ایک خلاء لے کر اُٹھیں گے اور خلاؤں کو اگر آپ نے خوبیوں سے نہ بھرا ہو تو بعد میں بدیاں اُن خلاؤں کو بھر دیا کرتی ہیں۔ ایسے بچّے محفوظ نہیں ہیں۔ جہاں تک آپ کے گھر میں پلے مان لیا کہ آپ نے ان کو کوئی برائی نہ دی۔ آپ برائی اور ان کی راہ میں حائل رہیں لیکن اگر ٹھوس نیکیاں اور ٹھوس خوبیاں ان کو عطا نہ کیں تب بھی اُن کی آئندہ حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ پس ایسے کام ہیں جن کی مجھے لجنہ سے توقعات ہیں۔ بچپن ہی سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز اُن کے کانوں میں گونجنی چاہیئے۔ وہ ایسی ماؤں کی گود میں پلیں جن کو خدا سے محبت ہو اور خدا والوں سے محبت ہو۔ وہ بچپن میں ایسے ذکر اُن سے کرتی چلی جائیں۔ یہ وہ اولاد ہے جو لازماً اپنی ماؤں کے پاؤں تلے سے جنت حاصل کر لے گی۔

قرآن کریم باترجمہ جاننے کے سلسلہ میں بھی لجنہ اماء اللہ نے بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق ۱۲۵۷ کی تعداد میں ایسی خواتین کو ترجمہ سکھایا گیا جن کو اس سے پہلے ترجمہ نہیں آتا تھا (۔) مالی قربانی کے متعلق نمونے مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہندوستان کی لجنات میں سے سب کے متعلق تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن قادیان کی لجنہ کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ مالی قربانی میں یہ بے مثل نمونے دکھانے والی ہے۔ قادیان کی جماعت ایک بہت غریب جماعت ہے۔ لیکن مَیں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک کی جائے یہاں کی خواتین اور بچیاں ایسے ولولے اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیتی ہیں کہ بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو روک دوں کہ بس کرو۔ تم میں اتنی استطاعت نہیں ہے اور واقعۃً مجھے خوشی کے ساتھ ان کا فکر بھی لاحق ہو جاتا ہے لیکن پھر میں سوچتا ہوں کہ جس کی خاطر انہوں نے قربانیاں کی ہیں وہ جانے بلکہ وہ جانتا ہے کہ کس طرح ان کو بڑھ چڑھ کر عطا کرنا ہے۔ وہی اللہ اپنے فضل کے ساتھ ان کے مستقبل کو دین اور دُنیا کی دولتوں سے بھر دے گا۔

ایک موقع پر جب مَیں نے مراکز کے لئے تحریک کی تو احمدی بچیوں نے جو چھوٹی چھوٹی گلیاں بنا رکھی تھیں، عجیب نظارہ تھا کہ گھر گھر میں وہ گلیاں ٹوٹنے لگیں اور دیواروں سے مار مار کر گلیاں توڑ دیں۔ چند پیسے، چند ٹکے جو انہوں نے اپنے لئے بچائے تھے وہ دین کی خاطر پیش کر دیئے۔ ہمارا رب بھی کتنا محسن ہے، کتنا عظیم الشان ہے۔ بعض دفعہ بغیر محبت اور ولولے کے کروڑوں بھی اُس کے قدموں میں ڈالے جائیں تو وہ رد کر دیتا ہے، ٹھوکر بھی نہیں مارتا۔ ان کی کوئی حیثیت نہیں اور ایک مخلص ایک غریب پیار اور محبت کے ساتھ اپنی جمع شدہ پونجی چند کوڑیاں بھی پیش کرے تو اسے بڑھ کر پیار اور محبت سے قبول کرتا ہے۔ جیسے آپ اپنے محبت کرنے والے محبوبوں کے تحفوں کو لیتے اور چُومتے ہیں۔ خدا کے بھی چُومنے کے کچھ رنگ ہوا کرتے ہیں اور مَیں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان معنوں میں خدا نے ان چند کوڑیوں کو ضرور چُوما ہوگا۔ بظاہر یہ اصطلاح خدا پر صادق نہیں آتی مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے اسی رنگ میں کئی مرتبہ خدا کا ذکر فرمایا ہے کہ فلاں نظارہ دیکھ کر خدا بھی عرش پر ہنس پڑا۔ اور ایک موقع پر حضرت (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نے یوں فرمایا کہ ایک صحابی کی مہمان نوازی اس انداز کی تھی کہ آسمان پر خدا بھی "مچاکے" لینے لگا۔ یعنی اچھا مزیدار کھانا کھاتے ہوئے جس طرح انسان بعض دفعہ بے تکلّفی سے مُنہ سے مچاکے مارتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ عرش پر اپنے اس پیارے کی مہمان نوازی کے نظارے دیکھ کر مچاکے لینے لگا تو ان معنوں میں مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ان بظاہر چھوٹی چھوٹی قربانیوں کو خدا تعالیٰ نے لازماً چُوما ہوگا اور پیار کیا ہوگا اور یہی پیار ہے جو آئندہ ان بچیوں کے نصیب جگائے گا۔ ان کے گھروں کو جنت ہی میں تبدیل نہیں کرے گا بلکہ جنت عطا کرنے والے گھر بنا دے گا۔ پس یہ اس جنّت کا دوسرا پہلو ہے جو آپ کے پاؤں تلے ہے اور آپ کے پاؤں سے وابستہ ہو چکی ہے۔ منفی پہلو سے حفاظت ہی مقصد نہیں بچّوں کو "چوگا" ڈالنا بھی تو ضروری ہے اور پرندوں میں مَیں نے یہ دیکھا ہے کہ جب بچّے چھوٹے ہوں تو وہ کمزور ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض پرندے ایسے ہیں جن میں ان کی مادائیں بھی اور نر بھی دونوں سارا دن چُگ چُگ کر اپنے بچّوں کی چونچ میں ڈالتے چلے جاتے ہیں خود کمزور ہو رہے ہوتے ہیں لیکن ان کی خاطر قربانی کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس رُوحانی رزق کے چوگے ہیں جو آپ نے اپنے بچوں کے مُنہ میں بچپن ہی سے ڈالنے ہیں۔ قربانی کی یہ ادائیں اگر آپ بچپن میں ان کو سکھا دیں تو مرتے دم تک ان کو قربانی کی لذتوں کی ایسی عادت پڑ جائے گی کہ اس سے وہ چاہیں بھی تو چُھٹ نہیں سکیں گے۔

## ہندوستان کی خواتین کا ایک قابلِ قدر نمونہ

جہاں تک دعوت الی اللہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہندوستان کی خواتین بڑی مستعدی کے ساتھ (۔) مصروف ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چکی ہیں اور اس وقت تک ۱۸۳ ایسی داعیات الی اللہ ہیں جنہوں نے اپنے عہدوں کو پورا کیا ہے اور واقعۃً (دعوت الی اللہ) کے کاموں میں مصروف ہو چکی ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ جس قسم کے پھل عطا کر رہا ہے اس سلسلہ میں ایک نمونہ کو دیکھ کر میری روح وجد میں آگئی۔ بنگال کے ایک گاؤں "کاکگولی بنگہ" میں ایک بیوہ خاتون نے بیعت کی اور احمدی دعوت کرنے والیوں کی وجہ سے اس تک پیغام پہنچ پایا۔ شاید کسی (مربی) کے ذریعہ پہنچا ہوگا لیکن وہ آئندہ (دعوت الی اللہ) کا مرکز بن گئیں اور اس خاتون کی (دعوت الی اللہ) سے مزید ۳ عورتوں نے بیعت کر لی جس کے نتیجہ میں گاؤں کے بعض مردوں (۔) نے شدید مخالفت شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ان تینوں مستورات کے خاوندوں نے ان کو یہ دھمکی دی کہ ہم تمہیں طلاق دے کر گھروں سے نکال دیں گے اور ہمارا ہمیشہ کے لئے تم سے تعلق منقطع ہو جائے گا انہوں نے کہا طلاق دینا کیا چیز ہے تم اگر ہمارے سر بھی تن سے جدا کر دو تو (۔) سے ہم تعلق نہیں توڑیں گی اور جو زور لگتا ہے لگاؤ۔ ہم لازماً دعوت الی اللہ) کریں گی اور اس دین کو آگے پھیلاتی چلی جائیں گی۔ چنانچہ خدا کے فضل کے ساتھ ایک تھوڑے سے عرصے میں ان تینوں عورتوں نے مل کر ۳۰ سے زیادہ گھروں کو احمدیت سے وابستہ کر دیا۔ (۔)

خواتین کے پُرجوش نعروں کے بعد حضور نے فرمایا۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی خواتین میں استطاعت ہے۔ اگر وہ چاہیں تو عظیم انقلاب رونما کر سکتی ہیں۔ آپ کیا سمجھتی ہیں۔ آپ گھروں میں بٹھائے رکھنے والی عورتیں ہیں۔ آپ کو میدانِ (۔) جب اپنی طرف بلا رہا ہو تو دنیا کا کوئی (شخص) اگر اُس کے خلاف (کرے) تو (۔) اس کی قطعاً پرواہ نہ کریں۔ (۔)

اب دیکھئے! آپ ذرا غور تو کریں!! یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے مردوں کے لئے ایک مطمح نظر مقرر فرمایا ہے۔ لفظ اتنے خوبصورت استعمال کئے ہیں جو ہر شخص پر برابر چسپاں ہوتے ہیں۔ فرمایا (۔) ہر شخص کے لئے ہم نے ایک مطمح نظر رکھ دیا ہے۔ ہر قوم کے لئے ایک مقصود بنا رکھا ہے (۔) تمہارے لئے مقصود یہ ہے کہ تم نے ہر حال میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس اگر آپ اس "کُل" میں داخل ہیں اور یقیناً اس "کُل" میں داخل ہیں تو ہر نیکی کے میدان میں مردوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا خدا کی طرف سے بطور فریضہ آپ پر عائد کر دیا گیا ہے۔ پس اگر (دعوت الی اللہ) کے میدان میں مرد پیچھے رہ رہے ہیں تو اُن کو پیچھے چھوڑ دیں اور آپ نکلیں اور آپ اس ملک میں (۔) اور احمدیت (۔) پھیلانے کی ذمہ داری اپنی ذات کے لئے قبول کر لیں۔

میں نے اس سے پہلے ایک خطاب میں یہاں عورتوں کو تاریخ (۔) کی ایک درخشندہ مثال بتائی تھی وہ آپ کو بھی بتاؤں گا اور اس کے بعد پھر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ ایک ایسا موقع آیا تھا جبکہ میدانِ جنگ سے (۔) مجاہدین کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ بعض دفعہ ایسا مجبوری کی حالت میں بھی ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن کی طرف سے ایسا ریلا آتا ہے کہ جان دینے کی خواہش رکھنے والے بھی اس کو سنبھال نہیں سکتے اور اُن کے پاؤں اُکھڑ جایا کرتے ہیں۔ (۔) ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں کہ اُن سے پیچھے مسلمان خواتین کے خیمے تھے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ (۔) مجاہدین اپنے خیموں کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک سچی غلام عورت نے اپنی ساتھیوں کو کہا کہ تم اپنے خیموں کے ڈنڈے اکھیڑ لو اور ان مردوں کو یہ بتا دو کہ اب تمہارے لئے دو موتوں میں سے ایک لازماً مقدر ہے یا دشمن کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور شہید کہلاؤ گے یا ہمارے ڈنڈوں سے مر کر مردود موت کو قبول کرو گے اب بتاؤ تمہیں کیا کرنا ہے۔ یہ آواز جب مردوں کے کان تک پہنچی تو اس طرح پلٹے ہیں جس طرح کوئی بھوکا غذا کی طرف لوٹتا ہے اور اس شان کے ساتھ انہوں نے اس میدان میں جانیں دی ہیں کہ اس میدان کا یکسر پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ اس ذلت ناک شکست کو ایک عظیم فتح میں تبدیل کر دیا۔

پس اے احمدی خواتین! میں تم سے توقع رکھتا ہوں (۔) کہ تم اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ مرد نہیں کیا کہتے ہیں بلکہ تم ہر اس نیکی کے میدان میں جس میں مرد غافل ہیں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ ہر نیکی کے میدان میں نئی فتوحات حاصل کرو۔ یہاں تک کہ تمہارے مردوں میں بھی غیرت جاگ اُٹھے اور وہ بھی دین کی حمیت میں اور دین کے دفاع میں تم سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر تم ایسا کرو تو ہندوستان چند صدیوں کی بات نہیں چند دہاکوں (کا کام ہے) اور اس فتح کا سہرا تمہارے سر پہ لکھا جائے گا۔ اے احمدی خواتین! تمہارے سر پر اس کا سہرا ہوگا۔ اے احمدی خواتین! کوئی مرد دولہا اس سہرے کا حقدار نہیں (احمدی عورتیں) ہیں جن کے سر اس فتح کا سہرا باندھا جائے گا۔ خدا کرے کہ آپ کو بھی یہ سہرا نصیب ہو۔

اس کے بعد اب ہم دُعا کر لیتے ہیں۔ پھر میں اجازت چاہوں گا۔ اب دُعا کر لیجئے"۔

---

ارشادات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

# تلقین عمل

**مجلس انصار اللہ کے شیریں ثمرات**

ذکر گزر چکا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) نے ایک رویا سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ایک دینی انجمن مجلس انصار اللہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس انجمن کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے جن احسن خطوط پر استوار کیا اور جس طرح ان کو شوق و شیریں پھل لگے۔ ان کا یہاں کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۶ اپریل ۱۹۱۱ء کو اس انجمن کا افتتاحی جلسہ قادیان میں منعقد ہوا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس جلسہ میں ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اور ممبروں کو متعدد ہدایات دیں مثلاً یہ کہ وہ دعوت الی اللہ لیکچر دینے کے لئے بہت مشق کریں۔ چھٹیاں لے کر مرکز میں آئیں۔ ہر روز دعوت الی اللہ کے لئے کچھ نہ کچھ وقت دیں۔ خواہ پانچ منٹ کے لئے ہی سہی۔ انصار کثرت سے ملاقات کریں۔ کسی شہر میں جائیں تو وہاں سے انصار کو تلاش کر کے ملیں۔ اگر ریل میں سفر کر رہے ہوں۔ تو جو اسٹیشن راستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں۔ انصار سفر میں حتی الوسع انصار ہی کے پاس ٹھہریں۔ ملیں تو رفقائے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرح دینی گفتگو کر کے ایمان تازہ کریں۔ انصار کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امام۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ اور علمائے سلسلہ کی بعض خاص کتابوں کا پڑھنا بھی لازمی قرار دیا گیا۔

حضرت امام کی سرپرستی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی قیادت نے انجمن انصار اللہ کے ممبروں میں زندگی کی ایک لہر دوڑا دی۔ اور احمدیت کی دعوت اور دعوت الی اللہ جس میں سستی آگئی تھی بڑی تیز رفتاری کے ساتھ شروع ہو گئی۔ جولائی ۱۹۱۳ء تک اس کے ممبروں کے ذریعے دو تین سو آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور یہ سلسلہ اس طرح بعد میں بھی جاری رہا۔ انجمن نے جماعت میں داعین کی ایک جمعیت تیار کر دی جس نے آئندہ چل کر جماعت احمدیہ کی ترقی و اشاعت میں بڑا بھاری حصہ لیا۔

انجمن نے اپنے خرچ پر ایک ممبر چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو انگلستان بھجوایا علاوہ ازیں شیخ عبدالرحمان صاحب اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تعلیم اور دعوت الی اللہ کی خاطر مصر بھیجے گئے۔

۱۹۱۲ء میں حضرت امام نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ لندن میں جماعت احمدیہ کا ایک مضبوط مشن ہونا چاہیئے۔ جس کے لئے آپ نے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو تحریک فرمائی۔ چنانچہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال جنہوں نے انہی دنوں ایم۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا تھا۔ اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ حضرت امام نے جناب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے فرمایا۔ آپ تو کہتے تھے کوئی نوجوان جانے کو تیار نہیں۔ میرے پاس تو ایک کی بجائے دو نوجوانوں کی درخواستیں آئی ہیں۔ اس پر ان صاحب نے حضرت امام کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی۔ کہ یہ نوجوان دس دس ہزار روپیہ پیشگی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے عرض کیا کہ یہ تجویز خود مولوی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ہے۔ ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہے چوہدری صاحب نے پورا واقعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا مجلس انصار اللہ کا چندہ جو ممالک غیر میں دعوت الی اللہ کے لئے جمع ہے وہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ لیکن میرا اس طرح خود دینا درست نہیں۔ تبرک اور ادب کا تقاضا یہ ہے کہ میں یہ رقم حضرت امام کو بھجوا دیتا ہوں آپ حضور کے مطب میں جا کر انتظار کریں۔ چنانچہ محترم چوہدری صاحب مطب میں حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روپیہ کا انتظار کئے بغیر عرض کیا کہ حضور میں لندن جا رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا کرایہ کا کیا انتظام ہے۔ ابھی آپ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ایک خادم رومال میں تین سو روپے لے کر پہنچ گیا۔ حضرت نے یہ رقم بڑی خوشی کے ساتھ چوہدری صاحب کے حوالے کر دی۔ وہاں اس وقت حضرت میر ناصر نواب صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے بھی ایک سو پانچ روپے حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ علاوہ ازیں بعض اور دوستوں نے بھی چندہ دیا۔ لیکن یہ سب رقم سات سو سے کم رہی۔ ایک سو پانچ روپے حضرت امام کی فہمائش پر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دئے گئے۔

جنوری ۱۹۱۴ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت امام کی اجازت سے پر جوش دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ التجاؤں کے ساتھ ہندوستان بھر میں دعوت الی اللہ کے لئے ایک سکیم تیار کی جس کے بعض حصے یہ تھے۔ ہندوستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں خاص طور پر جلسے کئے جائیں۔ دوئم۔ مختلف مقامات میں واعظ مقرر کئے جائیں۔ (۳) ہر زبان میں ٹریکٹ شائع ہوں۔ (۴) مناسب مقامات پر سکول کھولے جائیں۔ اس سکیم کی تکمیل کے لئے جن اصحاب نے خاص طور پر آپ کی آواز پر لبیک کہا ان میں سے (۱) مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب (۲) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی (۳) میر قاسم علی صاحب (۴) سید حاذق حسین صاحب اٹاوہ (۵) چوہدری عبد اللہ خاں صاحب داتا زید کا۔ (۶) ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب (۷) میاں نور الدین صاحب تاجر قادیان (۸) بابو عبد الحمید صاحب آڈیٹر اور (۹) میاں محمد شریف صاحب پلیڈر چیف کورٹ، قابل ذکر ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو جھنجوڑتے ہوئے لکھا "میں حیران ہوں کہ میں سوتوں کو جگانے اور جاگتوں کو ہشیار کرنے کے لئے کون سی راہ اختیار کروں۔ میں ششدر ہوں کہ تمہارے دلوں میں کس طرح آگ لگا دوں جو میرے دل میں لگ رہی ہے۔ لکڑیوں کو جلانے کے لئے دیا سلائیاں ہیں۔ بڑے بڑے جنگل ایک دیا سلائی سے جل سکتے ہیں۔ مگر دلوں کو گرم کرنے کے لئے دنیا نے کوئی سامان ایجاد نہیں کیا۔ جس سے کام لے کر میں تمہارے دلوں میں حرارت پیدا کر دوں۔ دلوں کا پھیرنا خدا تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے اور اسی سے دعا کر کے میں نے یہ سکیم پیش کی ہے۔ اور اسی کے حضور میں اب کرتا ہوں کہ وہ میری آواز کو مؤثر بنائے اور پاک دلوں میں اس کے لئے قبولیت پیدا کرے۔

(الفضل ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء)

# خبریں

○ کراچی میں تشدد کے نئے رجحان میں مزید ۵۴ افراد زخمی ہو گئے۔ ناظم آباد کراچی کی مسجد صدیقیہ میں نماز جمعہ کے فوراً بعد بم پھینکا گیا۔ جس سے ۳۰ افراد زخمی ہو گئے۔ متعدد کی حالت تشویشناک ہے۔ گذشتہ رات گئے اس مسجد کے قریب اندھا دھند فائرنگ سے تین افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ تشدد کی یہ نئی لہر سنی شیعہ فسادات کا نتیجہ ہے۔ بدھ کو ساؤتھ کراچی کے علاقہ کھارادر میں بھی دستی بموں کے حملے سے دو افراد مارے گئے تھے۔

○ پیپلز پارٹی کے لیڈر سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ اسلام کی بات کرنے والوں کی زبان پر کلمہ ہے لیکن دل میں اندھیرا ہے۔

○ وزیر مملکت برائے خارجہ مسٹر محمد صدیق کانجو نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں پاک بھارت جنگ کا کوئی امکان نہیں۔ دونوں ملکوں کے مفاد میں جنگ نہیں ہے۔

○ افغان حکمران کونسل میں ربانی کی صدارت پر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ ۲۰ اراکین نے کہا ہے کہ صبغت اللہ مجددی کا جانشین چننے کے لئے لوئی جرگہ بلایا جائے۔

○ پیر پگاڑا صاحب نے کہا ہے کہ فیملی پلاننگ شروع ہو گئی ہے اب ہمارا کام نہیں رکے گا۔ انہوں نے کہا کہ فیملی پلاننگ سے بچنے میں اللہ ہماری مدد کرے گا۔ ہمیں دفتر مل گیا ہے اب حکومت بھی جلد مل جائے گی۔

○ ڈپٹی کمشنر لاڑکانہ نے بتایا ہے کہ بہت سے ڈاکو اپنی کمین گاہیں چھوڑ کر پہاڑوں میں چھپ گئے ہیں تاہم انہیں گرفتار کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔

○ کابل میں جنگ بندی پھر ٹوٹ گئی پروفیسر مجددی کے صدارتی محل کے قریب بھی لڑائی ہو رہی ہے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ

جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
روایتی زیورات
فون دکان: ۶۴۹ - رہائش: ۷۱۷
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

مرض اٹھراء کی شکار • نرینہ اولاد سے محروم • دکھی عورتوں کے لئے
دواخانہ محافظ صحت
کوٹھی نہال سنگھ مین سٹریٹ ۲ پر ہیں
المشہور: حکیم عطاء الرحمن علوی ابن حکیم نظام جان سند یافتہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر
زنانہ و مردانہ پیچیدہ و پوشیدہ امراض کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
خط و کتابت: حکیم عطاء الرحمن علوی ابن حکیم نظام جان • گول چوک اوکاڑہ

نئی صدی کی محراب کے نیچے گزرنے کا حق ادا کرنے کیلئے
اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے
الرّحیم
جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 629443 626280

Digitized by Khilafat Library Rabwah


دانت مت نکلوائیے
دانت اچھے تو صحت اچھی

دانت درد کا فوری علاج ۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنے اور مسوڑھوں سے خون آنے کا علاج کیا جاتا ہے

ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں ۔ دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں ۔

شریف ڈینٹل کلینک
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ فون : ۵۴۳



خورشید

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

مفید اور موثر مشروبات

شربت فرحت افزاء لال شربتوں میں اعلیٰ ترین ۔ گرمی میں جسم و روح کو تسکین دینے والا ۔ بہترین ادویہ سے تیار ۔۔۔ ۲۵/-

شربت بادام مقوی دماغ و بدن اور مسکن روح ہے ۔ گرمیوں میں مہمان نوازی کا بہترین تحفہ ۔۔۔۔۔ ۳۰/-

شربت صندل مفرح اور مقوی روح و دماغ ہے ۔۔۔۔۔ ۲۵/-

شربت بزوری گرمی میں جگر کی حرارت دور کرتا اور یرقان جیسے موذی مرض سے محفوظ رکھتا ہے ۔۔۔۔۔ ۲۰/-

دیگر ہربل مشروبات شربت فولاد ۔ شربت بنفشہ ۔ شربت انجبار شربت شہتوت ۔ شربت مصفی ۔ شربت تریاق جگر ۔

جنرل سٹورز کے لئے مال دستیاب ہے ۔



پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
فون : ۵۵۰/۶۴۳
عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب



محبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۱۶ روپے ، بڑی شیشی ۴۸ روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
مکمل کورس ۱۵۰/ روپے

زد جام عشق خاص
چار صد اسی (۴۸۰) روپے

ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۳۴



ضرورت برائے لیڈیز کٹر

ہمیں اپنی فیکٹری واقع ۱۸/۲۱ دارالرحمت وسطی کیلئے ایک لیڈیز کٹر برائے ریڈی میڈ گارمنٹس فوری ضرورت ہے ۔ تنخواہ معقول اور حسب لیاقت و تجربہ ہوگی ۔ تجربہ رکھنے والی خواتین فوراً رابطہ کریں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر حصبہ انڈسٹریل ہوم
۱۸/۲۱ دارالرحمت وسطی ربوہ فون نمبر ۷۸۳



# جائیداد کی خرید و فروخت

ربوہ ۔ لاہور یا اسلام آباد میں پلاٹ ۔ مکان یا کوٹھی کی خرید و فروخت کے لئے رابطہ فرمادیں ۔

FAROOQS

3-E, MAIN MARKET GULBERG-2 LAHORE

PHONE: 871317 —— 871327



جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز ۔ پوٹینسیاں اور بایو کیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں ، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں ۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں ۔

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون : ۶۰۶ ، ۷۷۱



قدیمی ۔ اولین ۔ شہرہ آفاق
حب اٹھراء
سو گولی تیس روپے ۔ مکمل کورس ۱۲۰/- روپے

نیران
نرینہ اولاد کی مشہور دوا ۱۲۰/- روپے

زد جام عشق
تیس گولی ۹۰/- روپے

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان
فون : ۲۱۹۰۶۵ - ۲۱۸۵۳۴



بچوں کے جملہ امراض کے شافی علاج کیلئے
النصرت چلڈرن کلینک
ریلوے روڈ ۔ ربوہ



حنیف
ہومیوپیتھک کلینک

۸۴ ربینک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور کے یکم فروری ۱۹۹۲ء سے اوقات کار درج ذیل ہوں گے ۔

ہر روز صبح ۹½ بجے سے ۱۲½ بجے تک
ہر شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
صرف ہر جمعہ کے دن دواخانہ بند رہا کرے گا
خاکسار ایچ ڈاکٹر محمد حنیف آف کوئٹہ



ضرورت سٹاف

ہماری فیکٹری واقع جہلم میں مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے ۔

۱ ۔ لیبر ۔ کم سے کم تنخواہ ۱۲۰۰/- روپیہ ماہوار ۔ ۲ ۔ چوکیدار ۔ معمولی لکھنا پڑھنا جانتا ہو ۔ سابق فوجی کو ترجیح دی جائے گی ۔ ۳ ۔ مشین آپریٹر ۔ تین ماہ کا ٹریننگ پیریڈ ہوگا جس کے بعد کم سے کم تنخواہ ۱۴۷۵/- روپیہ ماہوار ہوگی ۔ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ سے پاس شدہ کو ترجیح دی جائے گی اور تین سالہ ڈپلومہ ہولڈر ہونے کی صورت میں تنخواہ ۱۷۵۰/- روپیہ ماہوار ہوسکتی ہے ۔ ۴ ۔ سٹینو ٹائپسٹ ۔ ٹائپنگ سپیڈ کم سے کم ۳۰ ۔ الفاظ فی منٹ اور شارٹ ہینڈ اضافی قابلیت شمار کی جائے گی ۔ بذات خود انگریزی میں خط و کتابت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو ۔ تنخواہ حسب قابلیت ہوگی ۔

تنخواہ کے علاوہ دیگر مراعات مثلاً گریجویٹی ، انشورنس ، میڈیکل کی سہولت ، مفت سنگل رہائش اور چھ ماہ کی سروس کے بعد شادی شدہ افراد کے لئے فیملی رہائش کی سہولت ہوگی ۔ مکمل درخواستیں بمع تصدیق اور تجربہ بنام

جنرل مینیجر پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ ارسال کریں
پوسٹ بکس ۱۸ جی ٹی روڈ ۔ جہلم



طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ